بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سکتے اور قرأت خلف الامام

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
" جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اُس کی صلوٰۃ نہیں ہوتی ۔" (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عبادۃ بن صامت رضؓ)

یہ حدیث بالکل عام ہے ۔اس میں منفرد ، امام ، مقتدی ، مرد اور عورت سب شامل ہیں ، کسی کو مستثنےٰ نہیں کیا گیا ۔
بعض لوگ اس حدیث سے مقتدی کو مستثنےٰ کرتے ہیں ، حالانکہ اگر حدیث کا شانِ نزول دیکھا جائے تو اس حدیث کے مخاطَب ہی مقتدی ہیں ، پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو مخاطَب ہوں وہی مستثنےٰ کر دیے جائیں ؟
حدیثِ مذکور کا شانِ نزول درج ذیل ہے ۔ اس کے راوی بھی حضرت عبادہ بن صامت رضؓ ہی ہیں ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کہتے ہیں کہ ہم رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صلوٰۃِ فجر پڑھ رہے تھے ، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت کی تو آپ پر قرأت کرنا بھاری ہوگیا ۔ پھر جب آپ صلوٰۃ سے فارغ ہوئے تو فرمایا " شاید تم اپنے امام کے پیچھے بھی پڑھتے ہو ؟ " ہم نے کہا " ہاں یا رسُولُ اللہ ! جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں ۔" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " سوائے سُورۂ فاتحہ کے اور کچھ مت پڑھا کرو ، کیونکہ بغیر سورۂ فاتحہ کے صلوٰۃ نہیں ہوتی ۔"
(رواہ ابو داؤد ۔ سکت علیہ المنذری وحسنہ الترمذی وصححہ ابو داؤد والدارقطنی وابن حبان)

نوٹ : احادیث کے عربی متن کے لئے صلوٰۃ المسلمین دیکھئے ۔

والحاکم واحمد محمد شاکر (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) وقال البیہقی ہٰذا اسناد صحیح ورواتہ ثقات (کتاب القراءۃ للبیہقی ص۴۳)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا تم ایسی حالت میں کہ میں بلند آواز سے قرأت کرتا ہوں پڑھتے ہو؟" ہم میں سے کسی نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں کہتا تھا کیوں مجھ سے قرآن میں منازعت کی جارہی ہے۔ جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا کرو سوائے سورۂ فاتحہ کے۔" (رواہ ابوداؤد والدارقطنی وقال الدارقطنی ھذا اسناد حسن ورجالہ ثقات کلھم (دارقطنی جلد اول ص۱۲۱) {نوٹ: نافع بن محمود کو امام بیہقی نے بھی ثقہ کہا ہے (کتاب القراءۃ ص۴۳)} امام بخاریؒ کی سند میں نافع بن محمود نہیں ہیں اور اس کی سند حسن ہے (جزء القراءۃ ص۱۸)

اس شانِ نزول کو نہ صرف حضرت عبادہؓ نے بلکہ مندرجہ ذیل صحابیوں نے بھی روایت کیا ہے۔

(۱) حضرت انسؓ {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۴۸ وص۴۹ ورواہ ابویعلی.... ورجالہ ثقات (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) ورواہ البخاری فی جزءہ وسندہ صحیح}

(۲) عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۵۱ وقال ھذا حدیث صحیح ص۵۲ ورواہ احمد ورجال الصحیح (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی)}

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۵۳ ورواہ البخاری فی جزء القراءۃ ص۱۷ ورواتہ ثقات وسندہ صحیح}

مندرجہ بالا شانِ نزول سے ثابت ہوگیا کہ صحیحین کی حدیث کا خطاب مقتدیوں سے ہے لہٰذا مقتدیوں کو بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر صلوٰۃ نہیں ہوگی۔

مقتدی کو سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے دلائل اور ان کا تجزیہ

دلیلِ اوّل | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا [الاعراف ۲۰۴] جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب امام قرآن مجید تلاوت کرے تو مقتدی کو سننا اور چپ رہنا چاہیئے۔

جواب "مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات" کے عنوان کے تحت ثابت کیا گیا ہے کہ مقتدی کو امام کے سکتات میں سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں نہ قرآن مجید کی آیت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور نہ حدیثِ پاک کی۔

دلیل دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو شخص امام کے پیچھے صلوٰۃ پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ (رواہ البیہقی وغیرہ)

جواب یہ حدیث ضعیف ہے اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس میں اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہ حدیث عام ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث خاص ہے، عام اور خاص میں کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ دونوں حدیثوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ تو ہر حال میں پڑھنا ضروری ہے، البتہ دوسری سورت پڑھنا ضروری نہیں، اگر امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو تو امام کا دوسری سورت پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہوگا۔ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت سمجھی جائے گی اور مقتدی کی صلوٰۃ میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ امام کے سکتوں میں پڑھنی چاہیئے تاکہ قرآن مجید کی آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کی خلاف ورزی نہ ہو اور ضرور پڑھنی چاہیئے تاکہ حضرت عبادہؓ کی بیان کردہ حدیث کی خلاف ورزی بھی نہ ہو، آیت اور حدیث دونوں پر بیک وقت عمل ہوتا رہے۔ جب امام دوسری سورت بلند آواز سے پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سنتا رہے، دوسری سورت امام کے سکتوں میں بھی نہ پڑھے، اس صورت میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت سمجھی جائے گی۔ جب امام آہستہ آواز سے

قرأت کرے تو مقتدی کو دوسری سورت کے پڑھنے کا جواز نکلتا ہے لیکن بہت خفیہ آواز سے پڑھے تاکہ امام کو خلجان نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث "ان بعضکم خالجنیھا" (صحیح مسلم) سے ثابت ہے۔

مُقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات

حضرت سَمُرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

انّہ کان یسکت سکتتین اذا استفتح و اذا فرغ من القراءۃ کلّھا
(ووافقہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

بے شک رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوؔ سکتے کرتے تھے، ایک اُس وقت جب صلوٰۃ شروع کرتے اور ایک اُس وقت جب آپ پُوری قرأت سے فارغ ہوتے {حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت سَمُرہ کی تصدیق کی} (رواہ ابوداؤد والترمذی، صححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ علی الترمذی) قال الحاکم وحدیث سمرۃ لایتوھم متوھم ان الحسن لم یسمع من سمرۃ فانہ قد سمع منہ (المستدرک ۲۱۵/۱)

اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ کیا یہ سکتے مقتدیوں کی قرأت کے لئے ہوتے تھے یا ان کا کوئی اور مقصد تھا، الحمدللہ، اس کا حل بھی حدیث میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

کانوا یقرؤن خلف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِذا انصت فاذا قرألم یقرءوا واذا انصت قرءوا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس وقت پڑھتے تھے جب آپ خاموش رہتے، پھر جب آپ پڑھتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ نہیں پڑھتے تھے اور جب آپ خاموش ہوجاتے تو پھر پڑھتے تھے۔ (رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۶۹ وصححہ ص۵۵)

اس حدیث نے وہ پوری کیفیت بتادی جس کیفیت سے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم دو سکتے کرتے تھے۔ ایک سکتہ قرأت سے پہلے اور دوسرا سکتہ قرأت کے بعد۔ اور ان سکتوں میں صحابۂ کرامؓ سُورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ جن کو پہلا سکتہ مل گیا اُس نے پہلے سکتہ میں پڑھ لی، جن کو پہلا سکتہ نہ ملا اُس نے دوسرے سکتہ میں پڑھ لی۔ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے حکم کی تعمیل بھی ہو گئی اور خاموش رہنے کے حکم کی تعمیل بھی ہو گئی۔ نہ کوئی تضاد رہا نہ اختلاف کی گنجائش۔

مندرجہ بالا تحریر سے پورا مسئلہ نکھر کر سامنے آگیا، تاہم بطور شواہد کے ہم اس مسئلہ کے متعلق مزید احادیث و آثار ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

(۱) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ میں فرمایا :۔

من کان مع الامام فلیقرأ بامّ القرآن قبلہ اذا سکت۔

"جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ پڑھ رہا ہو اُسے چاہیئے کہ جب امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے ہی سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔" (رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۵۴)

(۲) دوسری سند میں ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ میں فرمایا :۔

من کان مع الامام فلیقرأ قبلہ اذا سکت۔

"جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ پڑھ رہا ہو اُسے چاہیئے کہ جب امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے ہی سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔" (رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۵۴)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے روایت کی ہے، اِن ہی سے صحابۂ کرامؓ کے سُورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث صحیح سَند سے اوپر گزر چکی ہے۔

ان دونوں سندوں میں سے پہلی سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے مثنیٰ بن الصّباح ہیں۔ دوسری سَند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے ابن لہیعہ ہیں۔ مثنیٰ بن الصباح اور ابن لہیعہ صرف ضعفِ حافظہ کی وجہ سے ضعیف مانے جاتے ہیں لیکن دونوں سچے ہیں۔ کیونکہ دونوں نے عمرو بن شعیب سے متفق طور پر ایک ہی بات بیان کی ہے لہٰذا بھول کا خدشہ کالعدم ہو گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں بھول کر ایک ہی بات کہیں، لہٰذا ضعف دور ہو گیا اور حدیث ثابت ہو گئی۔

صحابۂ کرامؓ کا طرزِ عمل

صحابۂ کرامؓ جب مقتدی ہوتے تھے تو سورۂ فاتحہ کس طرح پڑھتے تھے، اس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔

صحابۂ کرامؓ میں سے جب کوئی امامت کرتا تھا تو وہ مقتدیوں کی قرأت کے لئے کیا رعایت کرتا تھا، اس کا بیان مندرجہ ذیل روایت میں ملاحظہ فرمایئے:۔

حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے حضرت سعید بن جبیرؒ تابعی سے پوچھا "کیا میں امام کے پیچھے قرارت کروں؟"

حضرت سعیدؒ نے فرمایا:۔

نعم وان سمعت قراءته۔ انهم قد احدثوا مالم يكونوا يصنعونه۔ انّ السّلف كان اذا امّ احدهم النّاس كبّر ثمّ انصت حتّى يظن ان من خلفه قرأ فاتحة الكتاب ثمّ قرأ فانصتوا۔

ہاں! اگرچہ تم اُس کی قرأت سنو۔ بیشک ان لوگوں نے بدعت نکال لی ہے (کہ سکتہ نہیں کرتے) سلف یہ کام نہیں کرتے تھے، بیشک سلف (یعنی صحابۂ کرامؓ) میں سے جب کوئی لوگوں کی امامت کرتا تھا تو اللہ اکبر کہہ کر خاموش ہو جاتا تھا، یہاں تک کہ جب اُسے یقین ہو جاتا تھا کہ اب ہر مقتدی نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی ہوگی تو پھر وہ قرأت شروع کرتا تھا، پھر مقتدی خاموش ہو جایا کرتے تھے۔ (جزء القراءۃ للامام البخاری ص۶۲ رواته ثقات وسنده حسن وروی عبدالرزاق نحوہٗ وسندہٗ صحیح۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص۱۳۴)

اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ صحابۂ کرامؓ کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ مقتدی سورۂ فاتحہ امام کے سکتہ میں پڑھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اقرؤا اذا سکتوا و اسکتوا اذا قرؤا۔ جب امام خاموش ہوں تو تم پڑھا کرو اور جب وہ پڑھیں تو تم خاموش ہو جایا کرو۔ (رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۶۶ وسندہ حسن)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

للامام سکتتان فاغتنموا القراءۃ فیھما بفاتحۃ الکتاب۔ امام کے ۲ دو سکتے ہوتے ہیں، ان دونوں میں سورۃ فاتحہ کی قرأت کو لوٹ لو۔ (جزء القراءۃ للبخاری ص۶۲ وسندہ حسن)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے متعلق مروی ہے کہ :۔

کان یقرأ خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انصت فاذا قرأ لم یقرأ فاذا انصت قرأ۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرتے تھے جب آپ خاموش ہوتے تھے لیکن جب آپ پڑھتے تو وہ کچھ نہیں پڑھتے تھے، پھر جب آپ خاموش ہوتے تو وہ پڑھتے تھے۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی ص۸۶ وسندہ حسن)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

اذا قرأ الامام بام القرآن فاقرأ بھا واسبقہ۔ جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو تم بھی سورۃ فاتحہ پڑھو اور اس سے پہلے پڑھ لو۔ (جزء القراءۃ للبخاری ص۵۵ و ص۶۴ وسندہ صحیح)

حضرت ابوسلمہؒ تابعی نے حضرت ابوہریرہؓ کی موجودگی میں فرمایا :۔

للامام سکتتان فاغتنموھما (کتاب القراءۃ للبیہقی ص۸۶) وفی جزء القراءۃ للبخاری ص۶۲ "فاغتنموا القراءۃ فیھما بفاتحۃ الکتاب (وسندہ صحیح) امام کے ۲ دو سکتے ہوتے ہیں انہیں لوٹ لو، یعنی ان دونوں میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

امام عروہ تابعیؒ فرماتے ہیں :۔

اقرء وا فیما یسکت الامام واسکتوا فیما جھر (جزء القراءۃ للبخاری ص۶۲ وسندہ حسن) اقرء وا فی سکتۃ الامام (کتاب القراءۃ للبیہقی ص۸۷) امام کے سکتہ کی حالت میں پڑھو اور جس وقت وہ جہر سے قرأت کرے تو خاموش رہو۔

حضرت میمون بن مہرانؒ، حضرت ابوسلمہؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ وغیرہم کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں :۔

کان ..... یرون القراءۃ عند سکوت الامام۔ یہ سب امام کے سکتہ میں قرأت کو ضروری سمجھتے تھے۔ (جزء القراءۃ ص۱۱)

مشہور تابعی امام حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں :۔

اذا کان الامام یجھر فلیبادر بقراءۃ ام القرآن او لیقرأ بعد ما یسکت فاذا قرأ فلینصت کما قال اللہ عزوجل۔ جب امام جہر سے قرأت کرے تو مقتدی کو (امام سے پہلے) جلدی سے سورۃ فاتحہ پڑھ لینی چاہیئے یا مقتدی اس وقت سورۃ فاتحہ پڑھے جب امام قرأت کے بعد سکتہ کرے۔ البتہ جب امام پڑھے تو مقتدی کو خاموش ہو جانا چاہیئے جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔ (جزء القراءۃ للبخاری ص۳۱ و مصنف عبدالرزاق ۲/۱۳۴ و سندہ صحیح)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں :۔

نقول یقرأ خلف الامام عند السکتات۔ ہم کہتے ہیں کہ (مقتدی) امام کے سکتوں میں پڑھے۔ (جزء القراءۃ ص۱۱)

اور نہ صرف مندرجہ بالا ائمہ کرام بلکہ تمام محدثین ضروری سمجھتے تھے کہ مقتدی امام کے سکتات میں پڑھے۔

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں :۔

واختار اصحاب الحدیث ان لا یقرأ الرجل اذا جھر الامام بالقراءۃ وقالوا یتبع سکتات الامام۔ محدثین نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ جب امام بلند آواز سے قرأت کرے تو مقتدی کچھ نہ پڑھے، محدثین کہتے ہیں کہ امام کے سکتات کی متابعت کرے (یعنی سکتات میں پڑھے) (ترمذی باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام ج۱ ص۷۱)

خلاصہ مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کیا کرتے تھے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

۳۔ صحابہ کرامؓ سکتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

۴۔ صحابہ کرامؓ جب امامت کرتے تھے تو قرأت شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کے لئے کافی وقفہ دیا کرتے تھے۔

۵۔ امام کا تکبیر تحریمہ کے بعد بہت جلد قرأت شروع کرنا بدعت ہے۔

نوٹ: صحابہ اور تابعین کا عمل تسلسل بتانے کے لئے پیش کیا گیا ہے نہ کہ بطور دلیل کے۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دو۲ سکتے

حضرت سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں:۔

انّہ کان یسکت سکتتین اذا استفتح واذا فرغ من القراءۃ کلّھا۔ (رواہ ابو داؤد والترمذی وصحح احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ علی الترمذی) وفی روایۃ ابی داؤد "سکتۃ اذا کبر الامام حتّی یقرأ وسکتۃ اذا فرغ من فاتحۃ الکتاب وسورۃ عند الرّکوع"

(ترجمہ) "بے شک رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دو۲ سکتے کرتے تھے، ایک اس وقت جب صلوٰۃ شروع کرتے، دوسرا اس وقت جب پوری قرأت سے فارغ ہوتے یعنی جب سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ سے فارغ ہو کر رکوع کرتے تو رکوع سے پہلے سکتہ کرتے تھے۔"

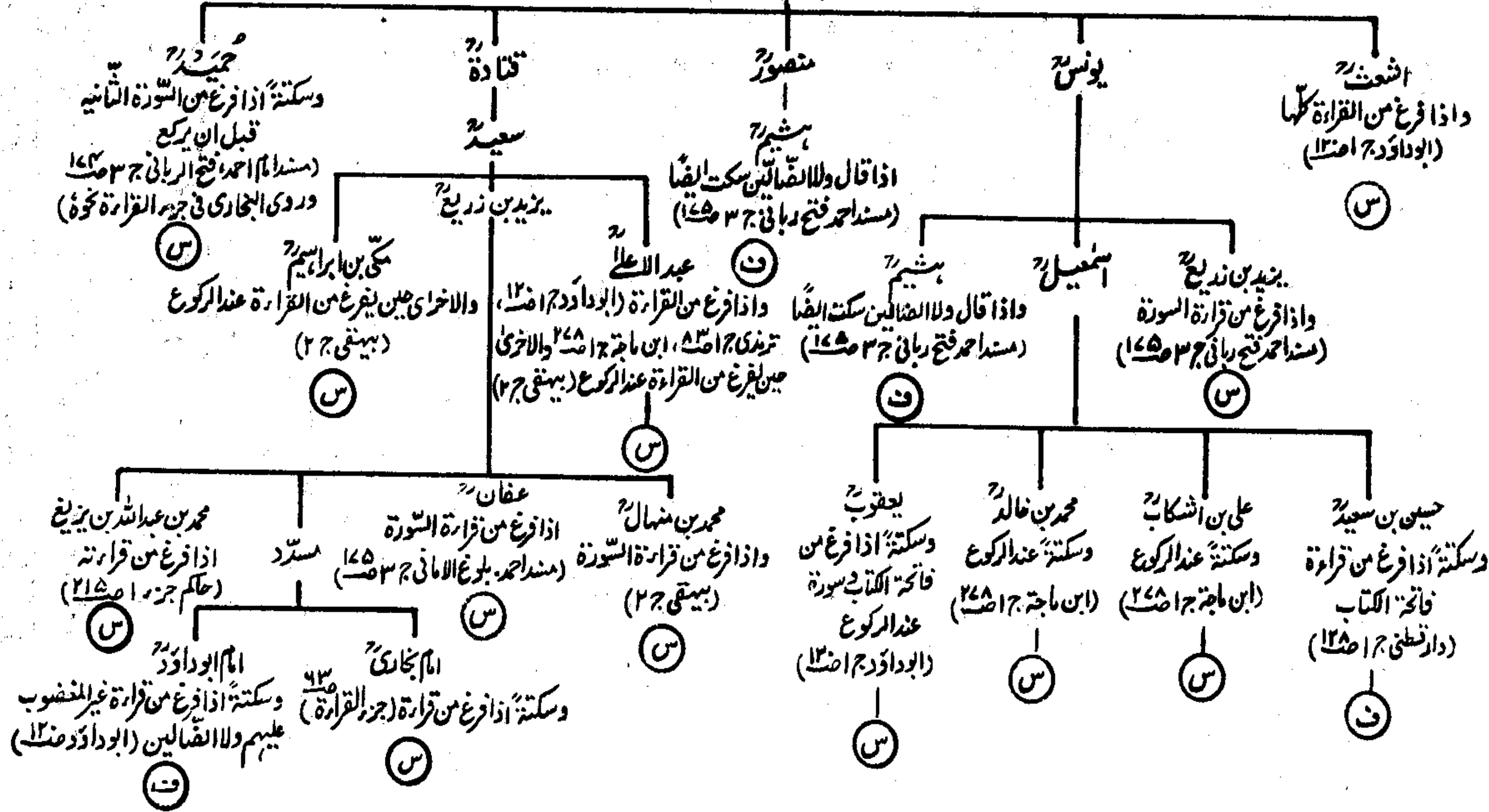
اس مسئلہ کی مزید تحقیق "مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات" کے عنوان سے بیان ہو چکی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں سکتے سنّت ہیں۔ یہی وہ سکتے ہیں جن میں مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آج کل یہ سکتے متروک ہیں۔ پہلا سکتہ بہت سے امام اب بھی کرتے ہیں لیکن برائے نام، دوسرا سکتہ تو تقریبًا مفقود ہے۔

حضرت سمرہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کی بعض سندوں میں دوسرا سکتہ سورۂ فاتحہ کے بعد بیان کیا گیا ہے، لیکن وہ صحیح نہیں۔ اگلے صفحہ پر اس حدیث کا شجرۂ اسناد اور متعلقہ متون بیان کئے گئے ہیں، پھر آگے ان متون کا جائزہ لیا گیا ہے، جس سے اس بات کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی کہ یہ سکتہ عند الرکوع تھا۔

نوٹ: مذکورہ بالا دو سکتے پہلی رکعت میں کئے جاتے ہیں۔ دوسری رکعت میں صرف قرأت کے بعد سکتہ کیا جاتا ہے۔ قرأت سے پہلے سکتہ نہیں کیا جاتا۔[1]

---

[1] کان رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اذا نھض من (وفی روایۃ ابی عوانۃ "فی") الرکعۃ الثانیۃ استفتح القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین ولم یسکت (صحیح مسلم)



سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ
امام حسن بصری رحمہ اللہ
اشعث رحمہ اللہ
واذا فرغ من القراءة کلہا
(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۰)
س
یونس رحمہ اللہ
یزید بن زریع رحمہ اللہ
واذا فرغ من قراءة السورة
(مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۷۵)
س
اسمٰعیل رحمہ اللہ
ہشیم رحمہ اللہ
واذا قال ولا الضالین سکت ایضا
(مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۷۵)
ف
حسین بن سعید رحمہ اللہ
وسکتة اذا فرغ من قراءة فاتحة الکتاب
(دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۸)
ف
علی بن اشکاب رحمہ اللہ
وسکتة عند الرکوع
(ابن ماجۃ ج ۱ ص ۲۷۵)
س
محمد بن خالد رحمہ اللہ
وسکتة عند الرکوع
(ابن ماجۃ ج ۱ ص ۲۷۵)
س
یعقوب رحمہ اللہ
وسکتة اذا فرغ من فاتحة الکتاب وسورة عند الرکوع
(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۰)
س
منصور رحمہ اللہ
ہشیم رحمہ اللہ
اذا قال ولا الضالین سکت ایضا
(مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۷۵)
ف
قتادة رحمہ اللہ
سعید رحمہ اللہ
یزید بن زریع رحمہ اللہ
عبد الاعلیٰ رحمہ اللہ
واذا فرغ من القراءة (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۰، ترمذی ج ۱ ص ۵۳، ابن ماجۃ ج ۱ ص ۲۷۵) والاخریٰ حین یفرغ من القراءة عند الرکوع (بیہقی ج ۲)
س
مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ
والاخریٰ حین یفرغ من القراءة عند الرکوع
(بیہقی ج ۲)
س
محمد بن منہال رحمہ اللہ
واذا فرغ من قراءة السورة
(بیہقی ج ۲)
س
عفان رحمہ اللہ
اذا فرغ من قراءة السورة
(مسند احمد، بلوغ الامانی ج ۳ ص ۱۷۵)
س
مسدد
امام بخاری رحمہ اللہ
وسکتة اذا فرغ من قراءة (جزء القراءة ص ۹۳)
س
امام ابوداؤد رحمہ اللہ
وسکتة اذا فرغ من قراءة غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (ابوداؤد ص ۱۲۰)
ف
محمد بن عبد اللہ بن بزیع
اذا فرغ من قراءتہ
(حاکم جزء ۱ ص ۲۱۵)
س
حمید رحمہ اللہ
وسکتة اذا فرغ من السورة الثانیة قبل ان یرکع
(مسند امام احمد فتح الربانی ج ۳ ص ۱۷۴)
وروی البخاری فی جزء القراءة نحوہ
س

صفحہ ماقبل پر جو شجرہ دیا گیا ہے اس کا جائزہ

(س) = سُورت کے بعد۔ (ف) = فاتحہ کے بعد۔

(س) کی تعداد = ١٢ (ف) کی تعداد = ۴

(١) اسمٰعیلؒ کے چار شاگردوں میں سے تین ۳ شاگردوں نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا سورت کے بعد ہی صحیح ہے اور اسمٰعیلؒ سے یہی ثابت ہے۔

(٢) یونسؒ کے شاگردوں میں سے اسمٰعیلؒ اور یزیدؒ نے دوسرا سکتہ سُورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ہشیمؒ نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا یونسؒ سے دوسرا سکتہ سورت کے بعد ثابت ہوا۔

(٣) یزید بن زریعؒ کے سلسلۂ اسناد میں عفانؒ، محمد بن منہالؒ، محمد بن عبداللہ اور امام بخاریؒ نے دوسرا سکتہ سُورت کے بعد روایت کیا ہے۔ اور صرف ایک شاگرد نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا یزید بن زریعؒ سے بھی ثابت ہوا کہ دوسرا سکتہ سورت کے بعد تھا۔

(۴) سعیدؒ کے تینوں شاگرد، یزید بن زریعؒ، عبدالاعلیٰؒ اور مکی بن ابراہیمؒ سورت کے بعد سکتہ کرنے پر متفق ہیں، لہٰذا سعیدؒ سے اور پھر قتادہؒ سے دوسرا سکتہ سُورت کے بعد ثابت ہوا۔

(۵) امام حسن بصریؒ کے پانچ شاگردوں میں سے اشعثؒ اور یونسؒ (جیسا کہ اوپر ثابت ہوا) حمیدؒ اور قتادہؒ (جیسا کہ اوپر ثابت ہوا) یعنی چار ۴ شاگردوں نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک شاگرد منصورؒ نے فاتحہ کے بعد اور غالباً یہ غلطی منصورؒ کی نہیں بلکہ ہشیمؒ کی ہے جنہوں نے یونسؒ سے روایت کرنے میں بھی بالکل یہی غلطی کی ہے اور دوسرے ۲ دو شاگردوں کے خلاف روایت کیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ امام حسن بصریؒ کے تمام شاگرد سورت کے بعد سکتہ کی روایت پر متفق ہیں۔

نتیجہ | مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس حدیث میں دوسرے سکتہ کا محل سورت کے بعد

ہے، نہ کہ سورۂ فاتحہ کے بعد۔ (ماخوذ : صلوٰۃ المسلمین)

احادیثِ صحیحہ میں کوئی تضاد نہیں، ہر صحیح حدیث قابلِ عمل ہے

(سوالات کے جوابات)

سوال (۱) ثبوت سورۂ فاتحہ کی سات حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں؟

جواب :۔ بالکل غلط ہے، کوئی تضاد نہیں ہے۔

سوال (۲) تم ایک حدیث پر عمل کرتے ہو اور چھ کے تارک ہو؟

جواب۔ ساتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ لہذا ہمارا عمل سب پر ہے۔ ہمارے ہاں یہ اصول ہے ہی نہیں کہ آیات و احادیث کو ٹکرا کر ان آیات و احادیث کو ساقط کر دیں، کوئی بھی عمل کے قابل نہ رہے۔ "اذا تعارضا تساقطا" یہ حنفیوں کا اصول ہے۔

سوال (۳) حدیث نمبر ۴ میں فاتحہ اور اس سے زیادہ کا حکم ہے؟

جواب۔ ہمیں زیادہ کا حکم بھی تسلیم ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ فاتحہ ہر حال میں ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ زیادہ پڑھنا ہر حال میں ہر ایک کے لئے ضروری نہیں ہے۔ مقتدی کے لئے صرف سورۂ فاتحہ لازمی ہے زیادہ پڑھنا لازمی نہیں۔ بلکہ امام کی جہری قرأت کے دوران پڑھنے کی ممانعت ہے۔

سوال (۴) اس کے علاوہ حدیث نمبر ۵ میں حضرت ابوہریرہؓ کی دل میں پڑھنے کا حکم ہے۔

جواب۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں مقتدی کا ذکر صراحتاً موجود ہے۔ لہذا مقتدی کو دل ہی میں پڑھنا چاہیئے۔ بلند آواز سے پڑھنے کے لئے کون کہتا ہے اور کس حدیث میں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے۔ جس سے یہ حدیث ٹکراتی ہو، بلکہ احادیث میں مقتدی کو بلند آواز سے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ لہذا سب احادیث ایک دوسرے کی موافقت کرتی ہیں۔ ٹکراؤ تو تقلید کی کرشمہ سازی ہے۔

سوال (۵) حدیث نمبر ۶ میں سکتہ میں پڑھنے کا حکم ہے۔

نوٹ :۔ حدیث نمبر ہماری کتاب "تلاشِ حق" کے مطابق ہیں جہاں سے اس مضمون کو اخذ کیا گیا ہے۔

جواب۔ بالکل ٹھیک ہے۔ مقتدی کو امام کے سکتوں میں پڑھنا چاہیئے اور جب امام پڑھے تو اس کو سننا چاہیئے۔ ہمارا اسی پر عمل ہے۔

سوال (۶) حضرت علیؓ کی حدیث ہے، میں امام کے پیچھے سری نماز میں دو سورتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔

جواب: بالکل ٹھیک ہے۔ مقتدی سری رکعات میں فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورت بھی پڑھ سکتا ہے۔ حضرت علیؓ کے الفاظ یہ ہیں "جب امام بلند آواز سے قرأت نہ کرے تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ بھی پڑھو اور سورۃ بھی اور آخری رکعتوں میں صرف سُورۂ فاتحہ پڑھو"۔

سوال (۷) اب یہ سات حدیثیں ہیں جو الگ الگ حکم دیتی ہیں۔ آپ کا عمل کس حدیث پر ہے۔

جواب: ہمارا عمل ساتوں پر ہے۔ ہر ایک حدیث کا الگ محل ہے۔

۱۔ سُورۂ فاتحہ ہر شخص کے لئے لازمی ہے (حدیث عبادہ بن صامتؓ وغیرہ)

۲۔ امام و مُنفرد کو سُورۂ فاتحہ کے علاوہ بھی پڑھنا چاہیئے۔ (حدیث ابوسعیدؓ وابوہریرہؓ وغیرہ)

۳۔ مقتدی کو جہری رکعات میں سُورۂ فاتحہ سے زیادہ نہیں پڑھنا چاہیئے (حدیث عبادہؓ وغیرہ)

۴۔ مقتدی کو بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہیئے۔ بلکہ دل میں پڑھنا چاہیئے (حدیث ابوہریرہؓ وغیرہ)

۵۔ مقتدی کو سری رکعات میں فاتحہ پڑھنی چاہیئے اور دوسری سورت بھی (حدیث علیؓ)

۶۔ مقتدی کو جہری رکعات میں بھی سُورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ (حدیث عبادہؓ وغیرہ)

۷۔ لیکن امام کے ساتھ ساتھ نہیں بلکہ امام کے سکتات میں (حدیث سکتہ)

تمام احادیث اپنے اپنے محل پر ہیں۔ کسی میں کوئی تعارض نہیں۔ سب پر عمل کرنا شانِ ایمان ہے۔

سوال (۸) حدیث عبادہؓ میں مقتدی کا ذکر نہیں۔

جواب۔ حدیث عبادہؓ میں خطاب ہی آپ نے مقتدیوں سے فرمایا تھا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: "جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھو سوائے سُورۂ فاتحہ کے اس لئے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی" (ابوداؤد)

سوال (۹) حدیث عبادہؓ میں تو تم نے تینوں کو داخل کر دیا۔ کیونکہ تم کو وہاں اس کی ضرورت تھی اور حدیث عمرو بن شعیبؒ میں مقتدی کو علیحدہ کر دیا۔ کیونکہ یہاں تم کو اسکی ضرورت نہ تھی۔

جواب: حدیث عبادہؓ میں حکم عام ہے اور خطاب خاص ہے۔ لہٰذا خود رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہی مقتدی اور غیر مقتدی کو اس میں شامل کر دیا۔ ہمارا کیا قصور ہے؟ حدیث عمرو بن شعیبؓ میں اگرچہ حکم عام ہے لیکن عبادہؓ کی حدیث نے جو نمبر ۱۱ پر درج کی گئی ہے مقتدی کو اس سے علیحدہ کر دیا۔ لہذا یہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی سے ہم نے خاص کیا۔ ہم خود کچھ نہیں کرتے جو آپ کہہ دیتے ہیں ہم تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہم قیاس آرائی نہیں کرتے۔ حدیث سے حدیث کو خاص کرتے ہیں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ پھر عمرو بن شعیبؓ کی حدیث میں دوسری سورت کا ذکر ہی کہاں ہے؟ یہ حدیث ۵ میں اوپر درج ہے۔ اس میں صرف سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے یعنی اس میں اور حدیث عبادہؓ میں کوئی فرق ہی نہیں۔ ایک ہی مضمون ہے لہذا اعتراض ہی لغو ہے۔ غالباً ان کا اشارہ حدیث ابو سعیدؓ کی طرف ہے جو ۶ میں مذکور ہے۔ جواب اس کا وہی ہے جو اوپر نقل ہوا ہے۔ یعنی مقتدی کو اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی خاص کر دیا ہے اور وہ یہ کہ مقتدی بعض حالات میں تو سورۃ پڑھ سکتا ہے اور بعض حالات میں نہیں۔

سوال (۱۰) حدیث نمبر ۱۲ کو کہتے ہو کہ ضعیف ہے۔ حالانکہ یہ بخاری کی حدیث ہے جسکے تم پیرو ہو؟ (حدیث کے لئے دیکھئے "تلاش حق")

جواب :- ہم ضعیف نہیں کہتے بلکہ حدیث عبادہؓ سے اس کو خاص کرتے ہیں۔ مصنف کا بخاری کی حدیث سے کیا مطلب ہے۔ اگر اس سے صحیح بخاری مراد ہے، تو بالکل غلط ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں، بلکہ جزء القرأت میں ہے۔ یہ امام بخاریؒ کی دوسری کتاب ہے۔ امام بخاریؒ نے کئی کتابیں لکھی ہیں لیکن جو درجہ صحیح بخاری کو ملا، وہ کسی اور کو نہیں، بہرحال ہم تو ہر صحیح حدیث کے پیرو ہیں۔ خواہ وہ کہیں بھی ہو۔

سوال (۱۱) اگر جزء القرأت کی حدیثوں کو غلط بناؤ گے تو امام بخاریؒ کی کتاب کا نام لفظ صحیح بدلنا ہوگا۔

جواب :- جزء القرأت کی حدیث ضعیف ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث ضعیف ہو گئی؟ صحیح کی شرط تو صرف صحیح بخاری کے لئے ہے۔ ورنہ امام بخاریؒ کی دوسری کتابوں میں ضعیف حدیثیں بھی ہوتی ہیں۔ یہ عجیب منطق ہے کہ فلاں کتاب میں حدیث ضعیف ہے تو صحیح بخاری ضعیف ہو گئی ہے۔ یہ محض دھوکا دیا گیا ہے اور جاہل ہی اس سے دھوکا کھا سکتے ہیں نہ کہ عالم، اور مقصد بھی ہے اور کچھ نہیں۔

سوال (۱۲) ہمارا امام تمہاری طرح مقتدی کا تابع نہیں ہوتا؟

جواب۔ تمہارے یہاں بھی امام تابع ہوتا ہے۔ تم ہی نے آگے جا کر لکھا ہے کہ جماعت میں کمزور، ضعیف سب ہوتے ہیں۔ لہٰذا امام ہلکی نماز پڑھائے۔ یہ مقتدی کی تابعیت نہیں تو اور کیا ہے۔ تم ہی کہتے ہو کہ امام کے لئے مستحب ہے کہ پانچ مرتبہ تسبیحات پڑھے تاکہ مقتدی بآسانی تین مرتبہ پڑھ سکیں۔ خود فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی عورت کا لحاظ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں "میں نماز کو طول دینا چاہتا ہوں لیکن بچے کے رونے کی آواز کان میں آتی ہے تو نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں۔ مبادا اس کی ماں کی پریشانی کا باعث ہو۔" (بخاری) لیجئے امام الائمہ امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تو تابع ہونے سے عار محسوس نہ کریں۔ لیکن حنفی امام کو عار محسوس ہوتی ہے۔ آپ کی جہر کی پہلی رکعت اتنی طویل ہوتی تھی کہ اقامت کے بعد جانے والا پیشاب پاخانہ کے لئے جانا اور واپس آکر وضوء کرکے پہلی رکعت میں شامل ہو جانا (بخاری) یہ کس کی تابعیت تھی؟ پھر عشاء کی نماز میں آپ لوگوں کا انتظار کرتے تھے۔ اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی پڑھ لیتے۔ اگر کم ہوتے تو تاخیر کرکے پڑھتے۔ پھر سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ لہٰذا امام پر لازم ہے کہ وہ سکتے کرے۔ اسے اب آپ مقتدی کی تابعیت کہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کہیں۔ ہم ایسے طعنوں سے نہیں ڈرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود سکتے کرتے تھے، وقفے کرتے تھے۔ اور انہی سکتوں اور وقفوں میں صحابہ سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (حدیث عمرو بن شعیب، کتاب القرأت امام بیہقی و حدیث سکتات عن سمرہ بن جندبؓ، ابوداؤد وغیرہ) لہٰذا ان سکتوں کی رعایت برائے مقتدیان اللہ کے رسول کی سنت ہے اور ہم اس پر عمل کرتے ہوئے فخر کرتے ہیں اور جو مقتدیوں کی رعایت نہ کرے، یعنی مقتدیوں کی قرأت کے لئے سکتہ نہ کرے اسے بدعتی سمجھتے ہیں۔ (سعید بن جبیرؓ کا قول ص۶ پر دیکھئے)

گویا تمام صحابۂ کرام مقتدیوں کے تابع تھے۔ ان کی قرأت کے لئے طویل سکتے کرتے تھے۔ الغرض، مقتدیوں کی قرأت کے لئے سکتے کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم، آپ کی سنت، آپ کے صحابہ کی سنت۔ اب جو اس پر عمل کرتا ہے وہ خوش قسمت ہے اور جو عمل نہیں کرتا وہ بقول حضرت سعیدؒ بدعتی ہے اور جو طعنہ بھی دے تو پھر وہ ذرا دل کو ٹٹول کر دیکھے کہ کیا کسی گوشہ میں ایمان کی کوئی رمق بھی باقی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۳) تم یہ کہتے ہو کہ جب امام رکوع میں جائے تو مسبوق نہ جائے بلکہ جلدی سے

فاتحہ پڑھ کے رکوع کرے۔

جواب : غلط ہے۔ امام رکوع میں جائے تو فوراً رکوع میں جائیے۔ ہاں تم یہ کہتے ہو کہ امام نماز پڑھتا ہے تو پڑھنے دو۔ تم شامل نہ ہو۔ بلکہ اپنی نماز شروع کر دو یعنی سنت فجر۔ اچھا یہ بتاؤ کہ امام سلام پھیر دے تو مسبوق امام کی متابعت کرے یا نہیں؟ اگر نہیں کرے تو تمہارا عام قاعدہ کہاں گیا؟

سوال (۱۴) صحابہؓ کرام سُورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ لیکن جب یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو، تب چھوڑ دیا۔

جواب۔ جھوٹ بے سند و بے ثبوت ہے۔ صحابہ کرامؓ تو سعید بن جبیرؒ کے زمانے میں بھی سُورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ان کے امام مقتدیوں کی قرأت کے لئے طویل سکتے کرتے تھے جیسا کہ ص۶ پر گزرا۔

سوال (۱۵) کشف الابرار میں ہے کہ دس صحابی مثلاً خلفاء اربعہ وغیرہ فاتحہ خلف الامام سے منع کرتے تھے۔

جواب : جھوٹ ہے۔ کسی حدیث کی کتاب میں یہ روایت نہیں ہے۔ کشف الابرار والے نے من گھڑت بات لکھ کر دھوکا دیا ہے۔ یا انہوں نے غلط حوالہ دیکر عوام الناس کو دھوکہ دیا ہے۔

آپ کے سوالات ختم ہو گئے۔ ایک دو مرتبہ شروع میں مجھے بھی ایسی کتابوں سے دھوکا ہوا تھا۔ لیکن اب تو ہر چیز اللہ کے فضل و کرم سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اب میں بہ آسانی سمجھ جاتا ہوں کہ کہاں کہاں فریب سے کام لیا گیا ہے۔ مگر بیچارے جاہلوں کا کیا حشر ہوگا! انہیں کیا خبر کہ معاملہ کیا ہے؟ وہ تو کشف الابرار جیسی کتابوں کا نام سن کر ہی مرعوب ہو جاتے ہوں گے۔ ایسے جاہلوں کو متنبہ کرنا آپ کا اور ہمارا فرض ہے۔ آگے اللہ مالک ہے۔

مزید سوالات کے لئے "تلاش حق" دیکھئے۔